۲۸/۵/۲۳ ھجری
۱ ۶ ۸۶ جنہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۴۶-۴۵-۴۴/۲۸

کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسائل ھذا کے بارے میں دلائل شرعیہ کی روشنی میں۔

① دوران نماز موبائل کو بند کرنے کے بارے میں کیا حکم ہے زید کے نزدیک نمازی کے ایک ہاتھ سے جیب سے موبائل نکالنے، بغیر کچھ پڑھنے اور فورا بند کرنے سے نماز میں کوئی خرابی لازم نہیں آتی اور خرابی تو عمل کثیر سے آتی ہے اور عمل کثیر یہ ہے کہ دور سے دیکھنے والا اس کو نماز میں نہ گمان کرے یا "دونوں ہاتھ استعمال کرے"۔ زید اپنے اس قول میں مصیب ہے یا مخطی؟ اگر مصیب ہے تو "عوام الناس کا علم کے فقدان کے سبب افراط و تفریط میں پڑ جانا لازم آئے گا کیونکہ جیب سے نکالنا پھر مخصوص بٹن کو دبانا۔ پھر واپس جیب میں ڈالنا اس کیلئے تین بار سبحان اللہ کہنے کے بقدر وقت کافی نہیں ہے بلکہ زائد وقت صرف ہوتا ہے۔ مزید نمبر پڑھ لینے (عام ہے کہ بٹنوں پر درج شدہ نمبر ہو یا سکرین پر فون کرنے والے کے موبائل کا نمبر ہو) کا بھی خدشہ ہے لھذا گزارش ہے کہ بالتفصیل زید کے موقف کے بارے میں مع عمل کثیر کی تعریف جامع مانع تعریف۔

ج نماز توڑنے کا حکم (گھنٹی بار بار بجنے کی صورت میں نمازیوں کا تشویش سے بچنے کی خاطر)

د بند کرنے کی صورت میں ہر رکن میں کتنی بار بند کرنے کی گنجائش ہے۔ واضح فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔

④ "ھدایہ" درس نظامی کی آخری اور معتبر ترین کتاب ہے اسمیں جن احادیث سے استدلال کیا گیا ہے اس کی تخریج بنام "الدرایہ" (علامہ عسقلانی ؒ) میں اکثر احادیث کے بارے میں ضعیف۔ لم اجدہ بھذا اللفظ۔ لم اجدہ ھکذا۔ اسنادہ ضعیف۔ موضوع۔ وغیرہ لکھا ہوا ہے کیا وجہ ہے کہ انتہائی اہم کتاب اور استدلال ایسی احادیث سے۔ اسی کو لے کر غیر مقلدین حضرات بہت زیادہ شور کرتے ہیں اور عوام کو ورغلاتے ہیں بلکہ ان کی ایک کتاب بھی "احادیث ھدایہ ایک نظر میں" چھپی ہوئی ہے۔

② آیات سجدہ کا ترجمہ پڑھنے یا سننے پر سجدہ واجب ہوتا ہے یا نہیں؟ اس مسئلے کو جب تلاش کیا گیا تو "آپ کے مسائل اور ان کا حل" جلد ۲ میں "ملاکر نہیں واجب ہوتا" اور مسائل بہشتی زیور جلد ۱ ص ۲۰۵ میں "ملاکر واجب ہوتا ہے"۔ براہ کرم حوالہ کتب سے مسئلہ کی تنقیح فرمائیں۔

والسلام
فقط
محمد ارشد ڈسکوی
مدرسہ محمدیہ رائے ونڈ
۱۵ ربیع الاول ۱۴۲۸ ہجری

(جواب ورق کی دوسری جانب ملاحظہ فرمائیں)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

Date

الجواب حامدًا و مصلیًا

1 زید اپنے قول میں مخطی ہے، مذکورہ صورت کا حکم یہ ہے کہ اگر ایک ہاتھ سے نماز کے دوران موبائل فون جیب کے اندر ہی بند کر دیا، تو اس سے نماز فاسد نہیں ہوگی اور اگر نکال کر بند کیا یا بند کرنے میں زیادہ دیر لگائی، کہ جس سے دیکھنے والا یہ گمان کرے کہ یہ نماز میں نہیں ہے تو عمل کثیر ہونے کی وجہ سے نماز فاسد ہو جائے گی۔

ب عمل کثیر کی اصح تعریف یہ ہے کہ جس میں دور سے دیکھنے والا عامل کو خارج از صلاۃ سمجھے۔

ج بہتر تو یہ ہے کہ مسجد میں داخل ہونے سے پہلے موبائل فون بند کیا جائے، بھول جانے کی صورت میں ایک دفعہ جیب میں مکمل بند کر دے، مذکورہ علت کی وجہ سے نماز توڑنا درست نہیں، کیونکہ اس علت کو عذر شمار نہیں کیا جاتا۔

د ایک دفعہ ہی مکمل بند کر دے، اگر ایک دفعہ بند کرنے سے بند نہ ہو سکے تو دوسری مرتبہ بند کر سکتا ہے، تیسری مرتبہ ایک رکن میں بند کرنے سے نماز فاسد ہو جائے گی۔

وذکر ابن سماعۃ عن أبی یوسف رحمہ اللہ تعالی: إذا فتح بابًا أو أغلقہ بدفعۃ واحدۃ بیدہ، یرید (در باز کرد یا فراز کرد) لا تفسد صلاتہ، وإن عالجہ بمفتاح أو قفل فسدت صلاتہ.
(التاتارخانیہ، فی بیان الأفعال المفسدۃ: ۱/۲۷٤، قدیمی)

وکذا یفسدها العمل الکثیر لیس من أعمالها ولم یکن لإصلاحها، وکل عمل لا یشك بسببه الناظر إلى المصلي أنه في الصلاة، بل یظن ظنًا غالبًا أنه لیس في الصلاة فهو عمل کثیر، وقال بعضهم کل عمل یعمل بالیدین فهو کثیر وإلا فقلیل... الخ
(حلبی کبیر، کتاب الصلاۃ، ما یفسد الصلاۃ وما یکرہ فیہا، ص: ٤٤٤، سہیل اکیڈمی)
(کذا فی الرد مع الدر، ما یفسد الصلاۃ وما یکرہ فیہا: ۲/٤٦٥، رشیدیہ)

أن القطع یکون حرامًا ومباحًا ومستحبًا وواجبًا، فالحرام لغیر عذر، والمباح إذا خاف فوت المال، والمستحب القطع للإکمال، والواجب لإحیاء نفس.
(رد المحتار، قطع الصلاۃ یکون حرامًا ومباحًا الخ: ۲/٦١٠، رشیدیہ).

المصلي إذا ضرب دابته مرۃ أو مرتین لا تفسد صلاته لأن الضرب یتم بید واحدۃ وإن ضربها ثلاث مرات فی رکعۃ واحدۃ تفسد صلاته.
(خانیہ علی هامش الهندیہ، فیما یفسد الصلاۃ: ۱/۱۲۸، رشیدیہ).

(جاری ہے)

Scanned by CamScanner

(كذا في الهندية، في الأفعال المفسدة للصلاة: ١/١٠٣، رشيديه

ج ١ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ کی درایہ ہدایہ کوئی کتاب نہیں بلکہ حافظ زیلعی رحمہ اللہ کی کتاب نصب الرایہ کی تلخیص ہے۔

٢ درایہ ہدایہ کا جزو لازمی نہیں ہے جس میں لم اجدہ کا لفظ آجانے سے ہدایہ کی احادیث کا ضعیف ہونا لازم آئے، بلکہ ایک مکتبہ والوں نے اسکو ہدایہ کے حاشیے میں چھاپ دیا ہے دوسری تخریجات کی طرف مراجعت سے یہ اشکال رفع ہو جاتا ہے۔ دوسری تخریجات موجود ہیں، لہذا اعتراض فضول ہے۔

٣ حافظ صاحب رحمہ اللہ کا لم اجدہ کہنا صرف ہدایہ کیساتھ خاص نہیں بلکہ تعلیقات بخاری میں بھی حافظ ابن حجر رحمہ اللہ سے لم اجدہ کی تصریح ملتی ہے، حافظ صاحب رحمہ اللہ کو وسیع النظر تو کہا جا سکتا ہے، لیکن محیط العلم نہیں کہا جا سکتا، بہر حال حافظ صاحب رحمہ اللہ کے لا ادری یا لم اجدہ کہنے سے حدیث کا عدم لازم نہیں آتا۔

٤ بہت سی احادیث ایسی ہیں جن کے بارے میں حافظ صاحب رحمہ اللہ نے لم اجدہ کا لفظ استعمال کیا، حالانکہ وہ روایات کتاب الآثار اور مبسوط امام محمد میں موجود ہیں۔ حتی کہ علامہ زین الدین قاسم بن قطلوبغا رحمہ اللہ نے (منیۃ الالمعی فی مافات من تخریج احادیث الہدایۃ للزیلعی) میں اُن احادیث کی بھی تخریج کردی ہے جن کے بارے میں حافظ صاحب اور حافظ زیلعی رحمہما اللہ نے لم اجدہ کا لفظ استعمال کیا۔

٥ ہدایہ کی جن احادیث کے نیچے ارباب حواشی غریب جدا یا لم اجدہ ھکذا یا لا ادری جیسے الفاظ لکھ دیتے ہیں اُن میں یہ غرابت و عدم وجود یا عدم درایۃ حرف لفظی ہے ورنہ اگر الفاظ سے قطع نظر کر لیا جائے تو یہی احادیث اپنے مفہوم و معنی کے اعتبار سے صحاح سے ثابت کی جا سکتی ہیں بلکہ بہت سی جگہ حافظ زیلعی رحمہ اللہ سے ایسا کرنا ثابت بھی ہے۔

٦ خلاصۂ کلام ہدایہ میں ضعیف احادیث سے استدلال نہیں کیا گیا، کیونکہ یہ بات ضروری نہیں کہ جو حدیث فقہا کے ہاں صحیح ہو، وہ محدثین کے ہاں بھی صحیح ہوگی، بعض حدیث میں روایت بالمعنی کی جاتی ہے اور محدث اُسکی اصل سے انکار کر دیتا ہے۔

١ چند مثالیں۔ لا وصیۃ لوارث یہ حدیث محدثین کے ہاں ضعیف ہے، لیکن تلقی بالقبول کی وجہ سے ان ترک خیران الوصیۃ والی آیت کی ایک شق کو منسوخ کر رہی ہے

٢ اسی طرح جامع الترمذی صفحہ ٢١٧ پر امام ترمذی رحمہ اللہ باب باندھتے ہیں: "باب ما في الزوجین المشرکین یسلم احدھما" اور اسمیں دو حدیثیں ذکر کی ہیں: ایک ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اور اُسکے بارے میں فرمایا "اُجود اسنادًا" اور دوسری عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ رضی اللہ عنہم سے۔ اُسکی سند میں حجاج بن ارطاۃ راوی ہے، جو کہ مدلس ہیں، عن، عن سے حدیث بیان کر رہے ہیں، نیز عمرو بن شعیب سے ملاقات نہیں ثابت تو حدیث منقطع ہوئی، اتنے سقم کے

Scanned by CamScanner

کے باوجود امام ترمذی رحمہ اللہ فرما رہے ہیں: "والعمل علی روایۃ عمرو بن شعیب"۔

۲۔ اور صفحہ نمبر ۱۹۳ پر امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: "وکذلک قال الفقہاء وھم اعلم بمعانی الحدیث."
نیز ثم اخذہ کی قید ھکذا اور بعینہ اللفظ، اس سے حدیث کی نفی نہیں ہوتی۔

۳۔ "قرآن چونکہ الفاظ و معانی دونوں کا نام ہے، لہٰذا اگر کوئی شخص پوری آیتِ سجدہ کا ترجمہ پڑھے تو اس پر سجدۂ تلاوت واجب ہو جائے گا، البتہ جوابات آپ نے صاحب "آپ کے مسائل اور ان کا حل" کی ذکر فرمائی ہے، وہ مولانا حضرت لدھیانوی رحمہ اللہ کی اپنی رائے ہے۔

الدلیل علی الجواب

إذا قرأ آية السجدة بالفارسية فعليه وعلى من سمعها السجدة فهم السامع أو لا إذا أخبر السامع أنه قرأ آية السجدة وعندهما إن كان السامع يعلم أنه يقرأ القرآن يلزمه وإلا فلا كذا في الخلاصة وقيل تجب بالإجماع هو الصحيح كذا في محيط السرخسي.

(الهندية في سجود التلاوة: ١/١٣٣، رشيديه).

(كذا في الخانية على هامش الهندية في الأحكام المتعلقة بالقراءة: ١/١٥٦، رشيديه).

فلو تلاها بالفارسية فعليه أن يسجد وعلى من سمعها

(التاتارخانية، في بيان سبب وجوبها: ١/٥٩٩، قديمي).

والسماع شرط في حق غير التالي ولو بالفارسية إذا أخبر

(الدر مع الرد، باب سجود التلاوة: ٢/٦٩٧، رشيديه). فقط

والله أعلم بالصواب

كتبه محمد رضوان عفي عنه
المتخصص في الفقه الإسلامي
بالجامعة الفاروقية كراتشي
٠٢/٠٦/١٤٢٨هـ

الجواب صحیح
[signature]

الجواب صحیح
[signature]
٢٥/٦/٢٨ھ

جامعہ فاروقیہ دار الافتاء شاہ فیصل کالونی نمبر ۴ کراچی (پاکستان)